گرامی نامے

● ''ایوانِ اردو'' معمول کے مطابق وقت پر ملا۔ سرورق پر مرزا غالب کی تصویر بہت اچھی بنی ہے۔ شیراز حسین عثمانی کو مبارکباد۔

ماہ فروری ۲۰۲۰ء کے ایوانِ اردو میں سب سے پہلے ڈاکٹر رفیق احمد کا مضمون پڑھا۔ بہت اچھا اور معلوماتی لگا۔ تمام پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ ایک وقت تھا کہ شمع اور بیسویں صدی جیسے معتبر رسالے چھائے ہوئے تھے جن کی اپنی اپنی انفرادیت ہوا کرتی تھی۔ شمع کی خاص بات یہ تھی کہ فلمی ہوتے ہوئے ادبیت سے بھرپور ہوتا تھا۔ بیسویں صدی کی نمایاں خوبی تھی کہ مدیر خوشتر گرامی نے رسالے کو فحاشی اور عریانیت سے محفوظ رکھا تھا اور تیر ونشتر اس کی جان ہوا کرتے تھے۔

''خوشتر گرامی اور بیسویں صدی کے تیر ونشتر'' مضمون میں ڈاکٹر رفیق احمد نے مدیر خوشتر گرامی کے نام سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے اور مدیر کے ہی عہد کے ایک ساتھی کشمیری لال ذاکر کے حوالے سے ''رام لبھے'' کی تصدیق کی ہے۔ میں نے اس رسالے کو ۱۹۷۰ء سے اور اشاعت مفلوج ہونے تک پابندی سے پڑھا ہے۔ قارئین کے بے پناہ اصرار پر خوشتر گرامی نے غالباً اسّی کی دہائی میں اپنے شب و روز قلم بند کیے تھے۔ جس میں، میں نے ان کا نام 'رام لکھا مل چڈھا' پڑھا ہے اور فکر تونسوی کے نام کی بابت بھی انکشاف کرتا چلوں فکر تونسوی کا اصل نام رام لعل بھاٹیہ تھا۔ اب یہ رسالے کہاں اور لکھنے والے بھی اپنی یادیں باقی چھوڑ گئے۔ پھر بھی ایوانِ اردو، آج کل، دہلی اور نیا دور لکھنؤ ادب کو قائم کیے ہوئے ہیں۔

صادق علی انصاری، سیتاپور، موبائل:9616215149

● 'ایوانِ اردو' کے فروری ماہ کا شمارہ 'بابائے اردو شاعری' مرزا غالب کی نہایت خوبصورت تصویر والے سرورق سے آراستہ و پیراستہ منظرِ عام پر آیا۔ ان کا بہترین مانا گیا شعر بھی سرورق کی شان دو آتشہ کر رہا ہے۔ اس بار افسانوی حصہ خاصا توانا و احسن ہے۔ 'سلمیٰ آپا' افسانے کے ہندی کہانی کار کا نام بھیشم سہانی ہے، جس کے مترجم شمیم فاروقی ہیں۔ یہ افسانہ اردو کے بلند پایہ افسانہ نگار جناب کرشن چندر کے انداز میں تحریر کردہ ہے اور یش پال جیسے کسی مؤقر ہندی کہانی کار کے قلم اور بلا واسطہ زندگی سے اخذ جان پڑتا ہے۔ اس افسانے میں تخیل کی دخل اندازی کم سے کم ہے اور اس کا موضوع تنوع و سادگی سے لبریز ہے۔ اس کا کلائمکس ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ میری رائے میں صفحہ ۴۹ پر 'پہچان اور آپسی بھروسے کی پہچان' ان الفاظ کی بجائے اگر اس طرح کا کوئی ایک فقرہ جوڑ دیا جائے تب یہی افسانہ کلاسیکی درجے کا مستحق قرار دیا سکتا ہے.... ''اس بزرگ نے چند لمحے تو سراسیمگی اور حیرانی کے ساتھ آنے والے مہمانوں اور ان کی پریشان حالی کو دیکھا اور چند لمحے فکری سوچ میں غلطاں ہونے کے فوراً بعد اس نے دروازہ کھول دیا۔''

اس ناچیز کی رائے میں فنی اعتبار سے ایسا لکھنے سے شاید افسانہ نگار کا وہ نصب العین یا موضوع کاملاً کامران ہوسکتا تھا، جو کہ اس کا مقصود بھی تھا۔

دوسرا افسانہ سفینہ بیگم کا زیرِ عنوان 'پنک لائن' بھی ایک احسن تخلیق ہے۔ یہ افسانہ موجودہ میٹرو ٹرین والے نئے ماحول کے اثرات کی خط کشی کرنے والا ہے۔ افسانے کے آخر میں فقط ایک ہی یہ خاص فقرہ ''کہ دنیا گول ہے' از حد معنیٰ خیز اور فنی عروج کو بھی مرتسم کرنے والا گردانا جا سکتا ہے۔ اس دور میں مادی قیمتوں اور قدروں کو ہر سو حاوی دیکھا اور محسوس کیا جاتا ہے اور اس نظریے سے یہ بھی ایک وقتی اہمیت کی عمدہ تخلیق ٹھہرتی ہے۔

اگلا افسانہ زیرِ عنوان 'بچھڑنا نصیب تھا' محترمہ رومانہ عفت راہی بموجب ان کے نام ایک قدیم روایتی رومانی انداز میں تحریر کردہ ہے، اپنی سادگی اور روانی کے بہ موجب متاثر کن گردانا جائے گا۔ اگرچہ اس میں تمام ترمحولہ اشعار کے خالقوں کے نام ندارد ہیں، تاہم یہ اشعار افسانے کے موضوع کی مناسبت کو پے در پے مہمیز کرنے والے ہیں۔ اس افسانے میں اہم کرداروں کے مکمل ناموں کا بار ہا اعادہ کرنا ضرور کھٹکتا رہتا ہے۔ اول صفحہ ۵۳ پر آخری سطر سے پہلی سطر میں ''آپ پہ ہراس' الفاظ متنازع فیہ ہیں۔ 'پلیس' اسم لفظ بھی 'پیلیس' املا کے ساتھ قدرے صحیح ہوسکتا تھا۔ ان معدودے چند استثنا کے یہ شمارہ مجموعی طور پر حسبِ سابق معیاری ٹھہرتا ہے۔

کرشن بھاوک، پٹیالہ (پنجاب) موبائل:9988455210

● ماہ فروری ''ایوان اردو'' کا خوبصورت شمارہ زیرِ نظر ہے۔ یہ شمارہ مختلف معیاری مضامین پر مبنی ہے۔ غالب کو خراج عقیدت پیش کرنے کے ضمن میں غالب کے متعلق تین مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ غالب کی وفات اسی ماہ کی پندرہ تاریخ کو ہوئی تھی اس لیے غالب کو یاد کرنا ہم سب کا فرض بھی بنتا ہے۔ صرف غالب ہی کیا جتنے بھی اردو ادبا اور شعرا نے اردو زبان و ادب کی ترقی کے لیے کام کیا اور وہ اب ہمارے درمیان نہیں ہیں ان کو یاد کرنا ہمارا فرض ہے۔ غالب کے متعلق مضامین کے علاوہ اور بھی چند معیاری مضامین، غزلیں، نظمیں، افسانے اور تبصرے وغیرہ شامل کیے گئے ہیں۔ یہ اردو اکادمی کا ایک معیاری رسالہ ہے جو عرصہ دراز سے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور اس کے ذریعے مختلف مضامین، افسانے، غزلیں،

نظمیں اور تبصرے بھی ہر ماہ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس رسالے میں جو تبصرہ اور تاثر والا ایک کالم قائم کیا گیا ہے وہ بھی کافی اہمیت کا حامل ہے جس کے ذریعے قارئین اپنے تاثرات پیش کرتے ہیں۔ ادیبوں اور شاعروں کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے اور جہاں کہیں کوئی کمی محسوس ہوتی ہے اس کی طرف بھی مدلل اشارے کیے جاتے ہیں تا کہ اس قسم کی کمیوں کو دور کیا جاسکے۔

اردو اکادمی کے منتظمین اس کے لیے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ شمارہ شائع کر رہے ہیں ان کی کاوشوں کو جتنا سراہا جائے اتنا کم ہے۔ ایک گزارش رہے گی کہ اس رسالے کو یو جی سی کی نئی لسٹ میں شامل کروا دیا جائے تا کہ اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جائے۔ شکریہ (نوٹ: کارروائی جاری ہے)

چودھری امتیاز احمد، شعبہ اردو الہ آباد یونیورسٹی، موبائل: 7051269238

● جنوری کا ''ایوان اردو'' زیر مطالعہ آیا۔ مرحومین ادبا و شعرا پر پیش کردہ مضامین نہ صرف اچھے اور جامع ہیں بلکہ انھیں بہترین خراج عقیدت بھی ہیں۔ حق کانپوری پر تابش مہدی اور ناز قادری پر صفدر امام قادری کو پڑھتے ہوئے نہ صرف میرے علم میں اضافہ ہوا بلکہ ان دونوں شخصیات کے مقام و مرتبے سے بھی آشنائی حاصل ہوئی۔ شاہد ماہلی پر علی احمد فاطمی کا مضمون بھی اچھا ہے، لیکن:

دوستی، عہد و محبت سب تجارت ہوگئی
عشق کا بھی معاملہ سود و زیاں ہوجائے گا

جیسے شعر سے ممدوح کے مقام و مرتبے پر حرف آتا ہے۔ کیونکہ شعر کے دوسرے مصرعے میں ''معاملے'' (بروزن مفاعلن) کو فاعلن کے وزن پر باندھا گیا ہے۔ جسے سقم ہی متصور کیا جائے گا۔ شاعری کے ضمن میں راشد طراز، ساغر وارثی، اقبال ظفر، ایم آر قاسمی اور عرشی پہانوی کی غزلیں عمدہ اور پرلطف ہیں۔ وقار مانوی استادی دکھلانے میں رہ گئے۔ خدا کرے آنے والے دنوں میں ''ایوان اردو'' کا معیار و وقار مزید بلند ہو۔

محمد خالد عبادی، پٹنہ (بہار)، موبائل: 9835480456

● دسمبر ۲۰۱۹ء کا ایوانِ اردو، مطالعے میں رہا، یہ شمارہ بھی سابقہ شماروں کی طرح ہی پسند آیا۔ سرورق بڑا دیدہ زیب ہے اور اُس پہ مرزا غالب کا یہ شعر:

دیکھیے پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض
اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

ابھی ہندوستان میں جو خلفشار ہے اس سے آپ بھی واقف ہوں گے۔ خدا کرے یہ خلفشار تھم جائے اور یہ سال ساری دنیا کے لیے ایک اچھا سال ثابت ہو۔ تازہ شمارہ کے مضامین کا حصہ اس بار بہت بہتر ہے۔ مضامین یوں تو بہت ہیں، لیکن نظام صدیقی کا نئی تھیوری کا دوسرا رُخ، شمیم طارق کا فارسی اور اردو میں ہندو مذہب کی کتابیں، پروفیسر توقیر عالم کا خوشبو بکھیرنے والی شاعرہ پروین شاکر، ڈاکٹر سلیم قدوائی کا، پروفیسر مشیرالحسن، ممتاز مؤرخ اور دانشور اور ڈاکٹر نجمہ رحمانی کا، غزل کی خوبصورت آواز: مخمور سعیدی قارئین کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ افسانے دونوں ہی اچھے ہیں۔ شاعری کا حصّہ بھی کافی مضبوط ہے۔ غزلوں میں سلطان اختر، پروفیسر الطاف احمد اعظمی، عطاء الرحمٰن قاضی، نوشاد احمد کریمی، رئیس منظر، محترمہ ہاجرہ نور زیاب اور سید انجم رومان نے متاثر کیا۔ پروفیسر صادق کا ڈراما بھی ٹھیک ہے۔ میاں مچھر نے کوئی خاص تاثر نہیں چھوڑا، تبصرہ و تعارف 'ایوانِ اردو' کے مزاج کے مطابق ہیں۔ خبرنامہ سے قارئین کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ گرامی نامے میں قارئین کی رائے کو آپ شامل کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے، اتنے اچھے شمارے کے لیے آپ سبھی کو مبارکباد۔

فردوس گیاوی، گیا (بہار)، موبائل: 9546037777

● دسمبر ۲۰۱۹ء کے ایوانِ اردو میں میرا ایک مضمون بہ عنوان ''غزل کی خوبصورت آواز، مخمور سعیدی'' شائع ہوا تھا۔ مضمون میں اشعار کے حوالوں میں کمپوزنگ کی کچھ غلطیاں میری جانب سے ہوگئی ہیں۔ معذرت کے ساتھ ان کی تصحیح روانہ کر رہی ہوں۔ اگلے شمارے میں شائع کرنے کی زحمت فرمائیں۔

تصحیح شدہ اشعار اور مصرعے:

نقش اور عکس کا رشتہ ہوا دھندلا کتنا
خال و خط سے مرے تصویر جدا ہے میری

اب بھی اک رنگ سا احساس میں گھل جاتا ہے
جب تری گل بدنی کا کبھی دھیان آتا ہے

مصرعے: بیٹھے ہیں کچھ اس طرح سے سنبھالے ہوئے خود کو

نگاہوں میں چمک اُٹھتا ہے پرتو صبحِ دم اس کا

تکمیلِ شوق کے بھی تقاضے نگاہ میں

ڈاکٹر نجمہ رحمانی، دہلی یونیورسٹی، موبائل: 9953479211

◆◆◆